© rasailojaraid.com



دیا ہے، کھلا ہوا کذب و دروغ ہے۔ عثمانی خلافت اور ترکوں کی حمایت کے لئے شیعہ علماء نجف کا فتویٰ دینا تو بالکل من گھڑت افسانہ اور سراسر غلط بیانی ہے البتہ اس کے برخلاف یہ واقعہ تاریخ میں ثبت ہے کہ شیعہ علماء نجف کا ایک وفد برطانوی گورنر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے فتح عراق کی مبارکباد دی اور درخواست کی کہ ان کی مبارک باد برطانوی کمانڈر انچیف کو بھی پہنچا دی جائے۔ ؎

تحریک خلافت کی تاریخ بھی محفوظ ہے۔ یہ واقعہ بالکل عیاں ہے کہ شیعوں نے تحریک خلافت میں مسلمانوں کا قطعاً ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ درپردہ تحریک کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے رہے اور خلافت ترکیہ عثمانیہ کے ختم ہونے پر شیعوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ماضی قریب میں اس سیمینار کے کارپردازوں نے اسی نوعیت کا ایک اجتماع اسلام آباد میں بھی منعقد کیا تھا اس میں بھی اسلامی حکومتوں کی مخالفت کی گئی، خلیج کی جنگ سے بیزاری کا اظہار کیا گیا اور اسے روکنے کی تمنا ظاہر کی گئی مگر ایران کی ضد اور جنگ جوئی و جارحیت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ بلکہ اس کی حمایت کی گئی جس کی مخالفت ہوئی اور اس قسم کی کوئی تجویز پاس نہ ہوسکی۔ تاہم اس کے پیش کرنے والوں نے ایران کا حق نمک ادا کر دیا۔

ان دونوں اجتماعاتِ مذکورہ کی روئیداد سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ یہ اجتماعات درحقیقت اسلامی ممالک خصوصاً عربی ممالک اور مخصوص طور پر سعودی عرب کے خلاف ایک دوسرا محاذ کھولنے کے لئے منعقد ہوئے تھے۔

اور یہ اسلام و اہلِ اسلام کے خلاف ایک فتنہ در فتنہ ہے، جو فتنہ خمینی ہی کی ایک شاخ ہے۔ مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے اور اس فتنے سے بھی بچنا چاہیئے۔ اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ حسب استطاعت سعودی حکومت اور عراق کی حمایت و نصرت کرے اور پورے عالم اسلامی کو فتنہ خمینی اور اس کے معاون فتنوں سے محفوظ رکھنے کی جدوجہد کو اپنے اوپر لازم جانے۔

---

؎ الوثائق والمعاهدات فی بلاد العرب۔ مطبوعہ مطبعۃ الایام دمشق ص ۳۱۲ (۱۳۰۰ھ، ۱۹۳۲ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نقطۂ نظر

محمد سعید الرحمٰن علوی،

# قافلۂ احرار میں شامل بزرگوں اور احباب سے درخواست

جناب علوی صاحب نے بڑی محبت و دل سوزی سے اپنے فکر راست اور قلب نہاں کی حرارتوں کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا ہے جسے ہم من و عن مجلس افکار میں شائع کر رہے ہیں۔ علوی صاحب نے دراصل دعوتِ سخن دی ہے احرار کے بہی خواہوں سے درخواست ہے کہ اس مصرع پر ضرور غزل کہیں تاکہ احرار کی ترقیوں میں یہ عمل سمندِ ناز پہ تازیانہ ثابت ہو! ادارہ کی رائے محفوظ ہے!

قافلۂ احرار جن عظیم المرتبت انسانوں نے مرتب کیا تھا، ان کی سیاسی بصیرت، تدبر، معاملہ فہمی اور سب سے بڑھ کر ان کا خلوص وہ سرمایہ تھا، جس کے سبب یہ قافلہ تیزی سے بڑھا، پھیلا، پھولا اور تھوڑے ہی عرصہ میں وسیع تر ملک میں اس کی گونج سنائی دینے لگی ـــــ اس قافلہ کی خوبی یہ تھی کہ اس کا ہدف غریب عوام اور پسے ہوئے طبقات سے عبارت تھا، سرمایہ دار اور جاگیردار جو بقول کسے "قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند" کے فن میں مہارت رکھتے تھے ان کا مزاج اس قافلہ سے مختلف تھا، وہ اسے قبول نہ کر سکتے تھے لیکن اس کی بڑھتی ہوئی ترقی سے وہ پریشان تھے۔ تحریکِ کشمیر، تحریک کپورتھلہ، تحریکِ مسجد منزل گاہ سکھر وغیرہ میں احرار ورکروں اور رضاکاروں نے جس طرح ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا اور لکھنؤ کی تحریکِ مدحِ صحابہ میں جس طرح غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا اور کوئٹہ کے زلزلہ زدگان کی انسانی مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹایا ـــــ ان واقعات کے سبب احرار کا طوطی بولنے لگا اور حاسدانِ احرار اور غارت گرانِ دین و ملت انگاروں پر لوٹنے لگے ـــــ انہوں نے احرار کی قوت توڑنے کی غرض سے مسجد شہید گنج کا ملبہ احرار پر گرانے کی مذموم سعی کی ـــــ وہی شہید گنج جسے پنجاب کے ایک صاحب جذب پیر جناب امیر ملت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



واپس نہ دلا سکے ــــ وہی مسجد جسے بابائے صحافت ظفر الملت والدین واپس نہ کرا سکے ــــ وہی مسجد جسے مسلم لیگ کے جناب محمد علی جناح مسلمانوں کو نہ دلا سکے ــــ وہی مسجد جس کا ملبہ بابائے لاہور میاں امیر الدین جیسے لوگ بیچ کر کھا گئے ــــ وہی مسجد جس کے لئے کادیاں سے لے کر لاہور کے گورنر ہاؤس تک سازشوں کا جال بچھایا گیا ــــ اس کا الزام انہدام احرار غریب پر ڈالا گیا۔ احرار کو ملعون کیا گیا اور یہ باور کرایا گیا کہ بس احرار ہی ملزم ہیں ورنہ مسجد کہاں جاتی ــــ اس تہمت و بہتان اور سیاہ باطنی کا ایک لوگوں کو ایک فائدہ ضرور ہوا کہ انہوں نے ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت پہلے

صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں احرار کو شکست دلا دی اور یوں اپنے راستہ کا پتھر بزعم خویش ہٹا دیا ــــ لیکن مسجد بدستور گوردوارہ بنی رہی اور اب تک اس کا یہی حال ہے ــــ سر سکندر سے لے کر ملک خضر حیات تک کی حکومتیں آئیں پھر سب سے بڑی مسلم حکومت "پاکستان" معرض وجود میں آئی جس کے بانی مسلم لیگ کے قائد اعظم تھے ــــ اور یہی مسلم لیگ ۱۹۵۶ء تک برسر اقتدار رہی اور پھر انہی مسلم لیگیوں نے چولے بدل بدل کر ری پبلکن، کنونشن مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، ضیائی مجلس شوریٰ تک کا سفر کیا اور اب اوپر سے ٹپکنے والی مسلم لیگ سے ایک بار پھر وابستہ ہو کر اپنے اصلی تے کھرے مسلم لیگی ہونے کا ثبوت ہی نہیں دے رہے بلکہ ایک بار پھر اقتدار کے مزے بھی لوٹ رہے ہیں اور یوں حضرت امیر شریعت قدس سرہٗ کی بات پوری ہو رہی ہے کہ

ز نواب و زمیانش چہ پرسی
سگ و سگ زادگاں کرسی بہ کرسی

تاہم ــــ مسجد کا معاملہ جوں کا توں ہے بلکہ فرقہ وارانہ جھگڑوں کے حوالہ سے اس دھرتی پر کئی اور شہید گنج بن چکی ہیں اور کعبہ کی کتنی ہی بیٹیاں اجڑ چکی ہیں ــــ لیکن ہر دل فطرت اب بھی اٹھ کر احرار کو گالی دیتا اور اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتا ہے ــــ ایک احرار پہ ہی بس نہیں ہر وہ بزرگ بھی خواہ قوم و ملت اور ہر ایثار پیشہ یہاں معتوب ہے، کیوں اس لئے کہ نیرنگیٔ سیاست دوراں نے منزل کا وارث انہیں بنا دیا جو شریک سفر نہ تھے ــــ یعنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

ان وارثانِ منزل نے ڈھٹائی کا کاروبار جاری رکھا اور اب تک رکھے ہوئے ہیں جس کا المناک نتیجہ ۱۹۷۱ء کے واقعہ سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں سامنے آ چکا ہے ــــ جب کہ ایک سیاسی مسند ــــ ایوانِ صدر میں کئی رانیوں اور نوجوانوں سے دل بہلا رہا تھا اور اسلام کے اجارہ دار اس کے دستور کو خلافتِ راشدہ کا چربہ قرار دے رہے تھے ــــ گویا روم جل رہا تھا اور یار لوگ بانسری بجانے میں مشغول تھے ــــ یہ سب کچھ انہوں نے کیا جو مختلف حوالوں سے احرار اور سرفروشانِ دین و ملت کو ملزم گردانتے ہیں اور بزعم خویش وقت کے پارسا بنتے ہیں ــــ ان میر جعفرانِ وطن نے وطن کی مٹی پلید کی، اسلام کو رسوا کیا، اخلاقی قدروں کا جنازہ نکالا ۔ شرافت ان کے دور میں سر پیٹ کر رہ گئی ــــ سقوطِ ڈھاکہ کے المیہ سے ان کور مغزوں، کور باطنوں اور بونوں نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ــــ وہ برابر سرگرمِ عمل ہیں ــــ تخریب کے راستے پر، بربادی کے راستے پر، بدبختی و نامرادی کے راستے پر اور گویا یہ تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ

ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

لیکن ستم یہ ہے کہ اس کردار کے باوصف بھی وہ گالی دیتے ہیں تو سرفروشانِ دین و ملت اور ایثار پیشہ احراریوں کو، جن کے اُجلے دامن، پاک باطن اور صاف ضمیر کا ایک زمانہ گواہ ہے ــــ جس کا معنی یہ ہے کہ جس احرار کو انہوں نے مارنا چاہا، دبانا چاہا اور دفن کرنا چاہا ــــ وہ احرار ایسی سخت جان ہے کہ اتنے وار سہنے کے باوجود زندہ ہے ــــ جو ثمرہ ہے بزرگانِ احرار کے خلوص کا اور سرفروشانِ احرار کے ایثار کا ــــ تاہم اس موڑ پر ایک سوال اُن سب لوگوں کے لئے غور طلب ہے کہ ہم سب کی مادر مہربان ــــ مجلسِ احرارِ اسلام ــــ جس نے اپنی ٹھنڈی چھاؤں سے ہمیں سکون بخشا، اپنی آغوشِ رحمت میں لئے رکھا، جس نے ملت کے نوجوانوں کو حوصلہ بخشا، جس نے انگریز کے اقتدار کو للکارا، جس نے امت کو جوڑنا اپنی زندگی کا مشن بنایا ــــ وہ آج کس حال میں ہے ؟ گستاخی معاف اگر مجلس زبانِ حال سے یہ کہے کہ

© rasailojaraid.com